جناب محمد یونس میو صاحب ۔

محدث وقت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ سے علامہ اقبال کی عقیدت اور استفادہ

کلام اقبال میں مُلا پر جو تنقید ملتی ہے اس کو علما رکرام پر منطبق کرنا ایک بہت بڑی علمی خیانت ہے جو لوگ اس خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں یا تو وہ جناب اقبالؒ کے خیالات و افکار سے نابلد ہیں یا محض اسلام اور علمار اسلام سے اپنے بغض کا اظہار کرتے رہتے ہیں یا رلوگ بات بات پر ڈاکٹر صاحب کو علمار اسلام کا فکری حریف اور ناقد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرکے اقبالیات سے اپنے جہل مطلق کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

دوسری طرف اقبالؒ دوست احباب جانتے ہیں کہ وہ مروّجہ دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ جس کا انہیں ہمیشہ افسوس رہا۔ آپ روایتی عالم دین نہ ہونے کے باوجود علم وفضل کے پیکر تھے۔ علامہ اقبال ایک عظیم مفکر۔ فلسفی۔ قومی شاعر اور مغرب کے نقاد تھے۔ آپ ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہونے کے باوجود علمار حق سے استفادہ کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتے تھے۔

آپ کے علامہ شبلیؒ نعمانی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ۔ مولانا محمود الحسن بانی ریشمی رومال تحریک۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔ مولانا غلامؒ مرشد۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ پیر محمد علی شاہ صاحب۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر ہم عصر علمار کرام سے گہرے روابط تھے۔ علاوہ ازیں امام ابن تیمیہؒ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ۔ شہید احمدؒ۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ۔ مولانا سیّد جمال الدین افغانی اور مولانا رومیؒ سے عقیدت ومحبت بھی قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علمار کرام کو نہایت عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ انہیں اسلامی حکومت کی عدم موجودگی میں اس کا قائم مقام سمجھتے تھے اپنی رائے کو علما کی رائے کے مقابلے میں قطعاً اہم نہ سمجھتے تھے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ اس سے جہاں علامہ اقبال کی علمی عظمت کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں علماء کی حیثیت ایک قانون ساز ادارے کی تھی۔

لفظ مُلّا کا عروج و زوال

مُلّا فارسی زبان کا لفظ ہے ۔ جس کا ایک معنیٰ آقا اور دوسرا غلام ہے ۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور URDU ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (PUL) کی تحقیق کے مطابق اسلام کی پہلی چار صدیوں میں علمار کرام کے ناموں کے ساتھ مُلّا ۔ مولوی اور مولانا کے الفاظ کی بجائے علامہ، الفاضل ۔ الصدر ۔ الامام کے الفاظ استعمال ہوتے تھے ۔ ساتویں صدی ہجری کی فارسی کتابوں میں مولانا کا لفظ داخل ہوا ۔ جب کہ تیموریوں اور صفویوں کے زمانے کے تذکروں اور کتابوں مثلاً مجالس النفائس از میر علی شیر نوائی اور حبیب السیر از خواند میر میں مولوی اور مُلّا کے القاب پائے جاتے ہیں ۔ ہندوستان میں بابر ۔ اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں یہ لفظ بڑے اعزاز کا حامل تھا ۔ ایران اور خراسان میں بھی یہ لفظ (مُلّا) مولوی یا مولانا پر ترجیح حاصل کرتا نظر آتا ہے ۔ کیونکہ اکثر بلند پایہ علمار کرام مُلّا ہی کہلاتے تھے ۔ بلا قید عہد و زمانہ دیکھئے ۔ مُلّا علی قاری ۔ مُلّا دوانی ۔ مُلّا جلال ۔ مُلّا مبارک ۔ مُلّا عبدالنبی ۔ مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ لیکن دنیا کے بدلتے ہوئے سیاسی، معاشرتی، معاشی مذہبی و عرفی حالات نے ان الفاظ (مُلّا ۔ مولوی ۔ مولانا) کی ترتیب فضیلت بھی بدل دی چنانچہ صفوی دور کی تصنیف تحفہ سامی میں "مولانا" کا رتبہ زیادہ معلوم ہوتا ہے ۔ مولوی اس سے کم اور مُلّا عام خواندہ آدمی کے لیے استعمال ہوا ۔ لفظ "مولانا" نے اپنے مقام و مرتبہ کو قائم رکھا اور مستند اور باوقار علمار کی صحبت اختیار کی یہی بات مولوی کے بارے میں کہی جا سکتی ہے ۔ لیکن مُلّا کا لفظ مسلسل زوال پذیر رہا یہاں تک اب یہ لفظ قرآن و حدیث سے ناواقف جاہل محض قصہ خواں واعظ ۔ رسم و رواج کا پابند اور کفن دفن سے متعلق حضرات کے لیے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے ۔ اور اسی مفہوم میں جناب اقبال نے استعمال کیا ہے ۔

مُلّا کی تحقیر میں بے دینی قوتوں کا بہت بڑا حصّہ ہے ۔ اس لیے کہ استعمار کی مخالفت میں علمار کرام پیش پیش تھے ۔ انگریزی دور میں شیخ سنوسی کو (MAD MULLA) کہا جاتا تھا ۔ یہ انداز تحقیر آج بھی جاری ہے ۔ مغرب زدہ استعمار پسند طبقہ اب مُلّا کی اصطلاح کو اُن علمار کرام پر چسپاں کرنے کی فکر میں ہے (تاکہ اپنے امریکی اور انگریزی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرے) جن کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا ۔

> "ارباب دیوبند ہوں یا علماء کی کوئی دوسری جماعت میرے دل میں ان کے جذبۂ آزادی ان کی انگریز دشمنی اور دین کے لیے غیرت و حمیت کی بڑی قدر ہے"
>
> (اقبال کے حضور ص ۲۹۷)

علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ اقبال کی ملاقات

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی علامہ اقبال کا نابغہ ... نورس ۱۹۷۳ء) میں مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ

ڈاکٹر اقبال کی پہلی ملاقات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ہندوستان میں سیاسی طور پر ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۲ء تک کا زمانہ بڑے ابتلاء کا زمانہ تھا چنانچہ جمعیۃ العلماء نے تجویز کیا کہ ایک جلسہ عام ان سیاسی حالات کے ماتحت کیا جائے۔ اس جلسہ کے روح رواں اور ہر دل ز مولوی عبدالقادر قصوری وکیل تھے۔ یہ عظیم الشان جلسہ ۱۹۲۱ء میں لاہور کے بریڈ ہال میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مولانا ابوالکلام آزاد نے کی۔ افتتاحی تلاوت مولانا طاہر دیوبندی نے کی تھی۔ صدر نا آزاد کی تجویز کی تائید میں کئی علماء نے تقاریر کیں لیکن جو تقریر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا فاخر کابنوری نے کی شاہکار تھی۔ اس جلسہ میں اوّل مرتبہ میں نے خود علامہ اقبال اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا تعارف کرایا تھا۔"

(بادشاہی مسجد لاہور ص ۳۷)

وب بنام سید انور شاہؒ

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ مارچ ۱۹۲۵ء میں انجمن خدام الدین کے جلسہ میں تشریف لائے تو علامہ صاحب کو اس کی خبر ہوئی۔ آپؒ علماء کی بت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے علامہ سید ر شاہ اور دیگر علماء کو اپنے یہاں مدعو کیا یہ خط اقبالؒ کے علماء کا احترام اور تواضع کا بہترین ثبوت ہے۔ لکھتے ہیں

مخدوم مکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسہ میں تشریف ئے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمادیں گے۔ میں اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ ص کے ہاں کھانا کھائیں۔ جناب کی وساطت سے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد حب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں بھی یہی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس ریضے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

(اقبال نامہ۔ دوئم۔ ص ۲۸۷)

جناب محمد حامد صاحب پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس خط سے واضح ہوتا ہے کہ علماء حق جو دراصل اسلاف کی روشن یادگار تھے علامہ کو بے حد عزیز تھے اور آپ ان سے ملاص کا تعلق رکھتے تھے۔ وہ جس طرح علامہ انور شاہ صاحب کو مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا کے الفاظ سے اب کرتے ہیں اور عریضے کو شرف قبولیت بخشنے کی التجاء کرتے ہیں وہ جہاں اقبال کی نیازمندی اور علم کی ر داتی کا بیّن ثبوت ہے وہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ نے اس نوع کا خط کسی بڑے سے بڑے ن بہادر۔ گورنر۔ جج یا کسی بھی مسٹر کو تحریر نہیں کیا۔ ان کے تمام خطوط کے مجموعہ میں اس درجہ نیازمندی کا اظہار

شاہ ہی کہیں اور رہا ہو۔ (انکارِ اقبال۔ ص۲۱۵)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں۔

خطابتِ شاہی مسجد کی پیشکش

ایک مرتبہ اتفاق سے علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ لاہور تشریف لائے اور راقم (ڈاکٹر چغتائی) کے مکان کے قریب تکیہ سادھواں (اندرون موچی دروازہ لاہور) پیر عبدالغفار شاہ کے مہمان ہوئے۔ ان کی دعوت پر اردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں وعظ کیا۔ اُس وقت ادھر آپ کی موجودگی میں لاہور میں علامہ اقبال نے دونوں تنظیموں (انجمن اسلامیہ پنجاب اور انجمن حمایتِ اسلام لاہور) سے معاملہ فہمی کرلی تھی کہ اگر آپ یہاں تشریف لے آئیں تو آپ خطیب بادشاہی مسجد اور ادھر اسلامیہ کالج میں علوم دینیہ کے سربراہ ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اُس وقت کسی قدر حضرت قبلہ علامہ کشمیریؒ کے اپنے بعض نظریات یہاں آنے میں حائل ہوئے کیونکہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کی وجہ سے پہلے موجودہ انتظامات میں ان کی شخصیت کی وجہ سے کسی کی حق تلفی ہو۔ (بادشاہی مسجد لاہور ص۳۷۔۳۸)

فقہ حنفی کی جدید تدوین

مولانا سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے دارالعلوم سے استعفیٰ کے چند روز بعد علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا میں نے بڑے تعجب سے عرض کیا آپ کو دارالعلوم دیوبند کے نقصان کا کچھ ملال نہیں فرمایا اور مگر دارالعلوم کو تو صدر المدرسین اور مل جائیں گے اور یہ جگہ خالی نہ رہے گی۔ لیکن اسلام کے لیے جو کام میں شاہ صاحب سے لینا چاہتا ہوں اس کو شاہ صاحب کے سوا کوئی دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا۔ پھر فرمایا آج اسلام کی سب سے بڑی ضرورت فقہ کی جدید تدوین ہے۔ جس میں زندگی کے ان سینکڑوں، ہزاروں مسائل کا صحیح حل پیش کیا ہو جن کو دنیا کے موجودہ قومی اور بین الاقوامی۔ سیاسی، معاشی اور سماجی احوال وظروف نے پیدا کیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس کام کو میں اور شاہ صاحب دونوں مل کر ہی کر سکتے ہیں اس وقت عالم اسلام میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس عظیم ذمہ داری کا حامل ہو سکے۔ پھر فرمایا یہ مسائل کیا ہیں؟ اور ان کا سرچشمہ کیا ہے؟ میں ایک عرصہ سے ان کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ یہ مسائل میں شاہ صاحب کے سامنے پیش کروں گا اور ان کا صحیح اسلامی حل کیا ہے؟ یہ شاہ صاحب بتائیں گے اس طرح ہم دونوں کے تعاون و اشتراک سے فقہ جدید کی تدوین عمل میں آ جائے گی (حیات

علامہ کشمیری کی خدمت میں تار اور قاصد

علامہ اقبال کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح سید انور شاہ کشمیری لاہور ہی میں قیام فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ نے بعض انتظامی امور کی بنا پر دارالعلوم دیوبند سے علیحدگی اختیار کی تو علامہ اقبال

شاہ صاحب کو ایک تفصیلی تار دیا جس میں شاہ صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ اب آپ لاہور تشریف لائیں اور یہاں مستقل قیام فرمائیں۔ مرتب میں بڑے مسلمان جناب عبدالرشید ارشد صاحب مولانا عبدالحنان ہزاروی کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں ان دنوں لاہور اسٹریلیا جامع مسجد میں خطیب تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے دیوبند ایک تفصیلی تار دیا جس کے ساتھ جوابی تار بھی تھا جس کا کوئی جواب نہ آیا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے دیوبند بھیجا کہ تم جاکر زبانی عرض کرو۔ میں گیا تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کو وہ تار اس وقت دیا گیا جب ڈابھیل والوں نے اصرار کرکے وہاں تشریف لے جانے پر رضامند کرلیا تھا۔ میں ملا تو فرمایا افسوس کہ آپ کا پیغام بعد میں ملا اور ڈابھیل والوں سے وعدہ کرچکا تھا (حاشیہ۔ میں بڑے مسلمان ص۲۷۷)

ڈاکٹر صاحب کا علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے استفادہ

شاہ صاحب لاہور تو نہ آسکے لیکن ڈاکٹر صاحب ان سے برابر استفادہ کرتے رہے۔ اپنے سوالات و شبہات بالتفصیل مولانا کو لکھتے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب فرماتے ہیں۔

"ان کے آٹھ آٹھ صفحات کے خطوط سوالات و شبہات سے پُر آتے تھے اور حضرت سید انور شاہ کشمیری اُن کے شافی جوابات لکھتے۔" (نورالانوار۔ درحیات انور ص۲۲۵)

رسالہ "ضرب الخاتم علی حدوث العالم" سے استفادہ

مولانا انور شاہ کشمیری نے چار سو (۴۰۰) اشعار پر مشتمل ایک منظوم رسالہ علم الکلام و فلسفہ کے موضوع پر تحریر فرمایا تو اس کی ایک کاپی جناب اقبال کو بھی ارسال فرمائی جنہوں نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا۔

جناب عبدالرشید ارشد مولانا سعید احمد اکبرآبادی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علامہ اقبال نے ایک صحبت میں فرمایا کہ میں تو مولانا انور شاہؒ کا رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن قال اللہ وقال الرسول سے واسطہ رکھنے کے باوجود فلسفہ میں بھی ان کو اس درجہ درک و بصیرت اور اس کے مسائل پر اس قدر گہری نگاہ ہے کہ حدوث العالم پر اس رسالہ میں انہوں نے جو کچھ لکھ دیا ہے سچ تو یہ ہے کہ آج یورپ کا بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس مسئلہ پر اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ مولانا اکبرآبادی مزید لکھتے ہیں کہ اس کے بعد علامہ اقبال نے وہ رسالہ میرے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اس میں چار شعر ایسے ہیں جن کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ان پہ نشان لگا دیا ہے۔ آپ دیوبند جائیں تو یہ نسخہ ساتھ لیتے جائیں اور شاہ صاحب سے ان کا مطلب دریافت کرتے آئیں میں نے دیوبند جاکر وہ رسالہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کرکے ڈاکٹر صاحب کا پیام پہنچایا لیکن حضرت نے مجھ کو ان اشعار کا مطلب سمجھانے کی بجائے یہی مناسب خیال فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب

کو فارسی میں ایک طویل خط لکھیں اور اس میں ان اشعار کا مطلب بھی تحریر فرمادیں۔ یہ خط میں دستی لے کر لاہور آیا اور ڈاکٹر صاحب کو پہنچا دیا۔ (بیس بڑے مسلمان ص۳۷۶)

مسئلہ زمان و مکان میں استفادہ

مسئلہ زمان و مکان میں بھی علامہ اقبال نے مولانا انور شاہ صاحب سے رجوع کیا ۱۹۲۸ء میں اورنٹیل کالج کانفرنس لاہور زیر اہتمام پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی و فارسی کے صدر کی حیثیت سے اپنے انگریزی میں صدارتی خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"مشہور حدیث لا تسبوا الدھر فان الدھر ھو اللہ میں دہر بمعنی (TIME) کا جو لفظ آیا ہے اس کے متعلق مولوی سید انور شاہ کشمیریؒ جو دنیائے اسلام کے جیّد ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی اس مراسلت کے دوران میں مولانا موصوف نے مجھے اس مخطوطے (غایۃ الامکان فی درایۃ المکان) کی طرف رجوع کرایا اور بعد ازاں میری درخواست پر از راہ عنایت مجھے اس کی ایک نقل ارسال کی۔"

(اقبال اور علمائے پاک و ہند۔ ص۲۴۵)

مسئلہ ختم نبوت و قتل مرتد میں استفادہ

علامہ اقبال نے اپنے خطبات۔ 'THE RECONSTRUCTION OF THOUGHT IN ISLAM' کے سلسلے میں مولانا سید انور شاہ کشمیری سے ختم نبوت۔ قتل مرتد اور مسئلہ زمان و مکان میں خاص طور پر استفادہ کیا۔ جناب اعجاز الحق قدوسی لکھتے ہیں کہ اہل نظر کو یہ تو معلوم ہے کہ پنجاب کے خصوصاً اور ہندوستان کے عموماً تعلیم یافتہ طبقے میں قادیانی تحریک کی شر انگیزی کا جو احساس بیدار کیا ہے اس میں بڑا دخل علامہ اقبال کے اس لیکچر کا ہے جو ختم نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالہ کا بھی جو انگریزی زبان میں قادیانی تحریک کے خلاف شائع ہوا۔ لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ان دونوں تحریروں کے باعث حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ تھے۔ (اقبال اور علمائے پاک و ہند ص۲۵۲)

ایک مرتبہ جب شاہ صاحب انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں لاہور تشریف لائے۔ علامہ اقبالؒ کو معلوم ہوا تو قیام گاہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کشمیریؒ کو رات کے کھانے پر مدعو کیا دعوت تو ایک بہانہ تھی اصل مقصود علمی استفادہ تھا۔ کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ختم نبوت اور قتل مرتد کا مسئلہ اٹھایا۔ حضرت شاہ صاحب نے تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کو صبر و سکون سے سنا۔ پھر ان دونوں مسئلوں پر ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ ڈاکٹر صاحب کے دل کی ہر خلش کو دور کردیا اور آپ ان دونوں مسئلوں پر بالکل مطمئن ہوگئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال نے ختم نبوت پر وہ لیکچر دیا جو ان کے خطبات میں شامل ہے اور قادیانی تحریک کی تردید میں انگریزی میں وہ مقالہ بھی تحریر کیا جس نے پنجاب کی فضا میں تلاطم پیدا کردیا۔

آخری ملاقات

علامہ اقبال اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی آخری ملاقات اگست ۱۹۳۲ء میں ہوئی شاہ صاحب مقدمہ بہاول پور (تفصیل مقدمہ کے لیے دیکھئے بیس بڑے مسلمان ص۴۹۵) کے سلسلہ میں ۱۹/اگست ۱۹۳۲ء کو بہاول پور پہنچے ۲۵ اگست کو ان کا بیان شروع ہوا جو پانچ روز جاری رہا۔ اس سفر کے سلسلہ میں لاہور میں قیام کیا۔ جامع مسجد اسٹریلیا میں صبح کی نماز کے بعد وعظ کرتے جس میں دیگر لوگوں کے علاوہ علامہ اقبال بالخصوص حاضر ہوتے۔ (حیات انور۔ ص۳۲۷)

تعزیتی اجلاس اور علامہ کا خراج عقیدت

ساٹھ سال کی عمر میں برصغیر کا یہ رسید انور شاہ کشمیریؒ متبحر عالم۔ یہ علم وفضل کے کمالات کا پیکر۔ یہ مجسمہ زہد وفقر ۲ صفر ۱۳۵۲ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کو دیوبند میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ شاہ صاحب کی وفات کی خبر لاہور میں سن کر ڈاکٹر صاحب بے حد مغموم ہوئے تعزیتی جلسہ اپنے اہتمام سے کرایا۔ خود صدارتی تقریر میں بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔

"اسلام کی ادھر کی پانچ سو سال تاریخ شاہ صاحب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے" (بیس بڑے مسلمان)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اقبال نے اپنی تعزیتی کے اختتام پر یہ شعر پڑھا اگرچہ یہ شعر علامہ اقبال نے شاہ صاحب کی وفات سے بہت پہلے لکھا تھا لیکن اس جلسہ میں شعر کے مصداق کو متعین کرکے ڈاکٹر صاحب بلیغ علم متعین کر دیا جس کی حدود کو چھو کر انسان دیدہ ور ہوتا ہے۔

دینی اداروں کے ارباب اہتمام کی خدمت میں

دینی مدارس کے ارباب اہتمام، درس نظامی کے منتظمین اور مختلف علمی و دینی ادارے عموماً شوال میں جامعہ حقانیہ کے دفتر اہتمام سے رابطہ کرکے درس وتدریس، وعظ وخطابت، دعوت وتبلیغ، تصنیف و تالیف اور مختلف دینی کاموں کیلئے باصلاحیت فضلاء کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ابھی سے دفتر اہتمام سے باقاعدہ رابطہ کرکے مطلوبہ معیار کے باصلاحیت فضلاء اور ذی استعداد علماء مدرسین کے بارے میں باضابطہ درخواستیں بھیج دی جائیں تاکہ متعلقہ حضرات کو پہلے سے اپنے کام اور تعیناتی سے آگاہ کر دیا جائے تاخیر سے موصول ہونے والی درخواستوں کی تعمیل مشکل ہو جاتی ہے۔ (ادارہ)

The First Name in Bicycles, brings ANOTHER FIRST

SOHRAB VIP SPORTS

Sohrab, the leading national bicycle makers now introduce the last word in style, in elegance, in comfort... absolutely the last word in bicycles.

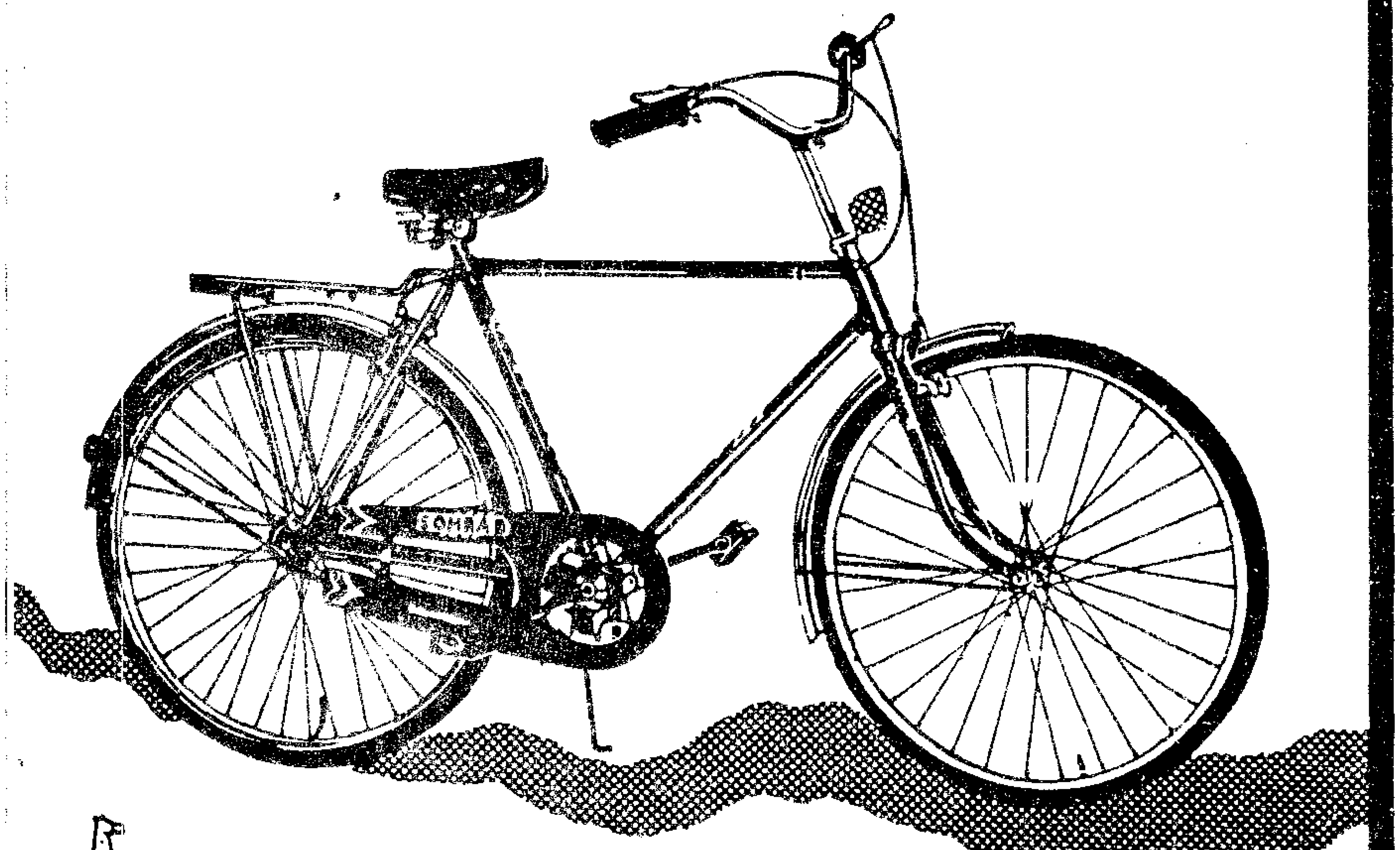

PAKISTAN CYCLE INDUSTRIAL COOPERATIVE SOCIETY LIMITED

National House, 47 Shahrah-e-Quaid-e-Azam, Lahore, Pakistan.

Tel: 7321026-8 (3 Lines). Telex: 44742 CYCLE PK. Fax: 7235143. Cable: BIKE